يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ

مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

شہید ثالث

سید حسینی جناب قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح زندگی

مصنفہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

حسب فرمائش جناب مستطاب عین الاعیان مرجع صنادید الزمان

جناب نواب سجاد علیخان صاحب رئیس اعظم لکھنؤ سکرٹری انجمن نظام التعمیر دام اللہ اقبالہ

مطبوعہ معیار پریس لکھنؤ رستم نگر

سال ولادت ۹۵۶ ہجری

شہید ثالث رحمہ اللہ

سال شہادت ۱۰۱۹ ہجری

لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

قرن ثامن کے شہدا مین جناب قاضی نور اللہ شوستری حسینی (نور اللہ مرقدہ الشریف) اس پایہ کے مجتہد تھے جنکا نام ہمیشہ صفحۂ اسلام پر نمایاں حرفوں مین نظر آئیگا۔ متکلمین امامیہ اور مجاہدین اثنا عشریہ کے مقدس گروہ مین یہ برگزیدہ راہ خدا مستحق تھا کہ اسکے تمام واقعات زندگی شہرت کے منظر پر لائے جاتے۔ علی اہم واقعات سے وہ حجاب اُٹھا دیا جاتا جو امتداد زمانہ نے حائل کیا ہے مگر افسوس کہ مُفصّل سوانح زندگی لکھنے کے لئے اسوقت کوئی سرمایہ کافی نہین۔ مؤرخین نے حالات بہت

مختصر لکھے ہین خود انکی تصانیف سے بھی واقعات کے متعلق کوئی کافی مدد نہین ملسکتی کچھ حالات جناب والد علاّمہ نے نجوم السماء فی تراجم العلما مین تحریر فرمائے ہین اور بعض حالات صاحب ریاض العلماء نے لکھے ہین اس سے زائد نہین ملسکتے - اکثر واقعات جو عوام مین مشہور ہین۔ کسی تذکرے یا تاریخ سے اُسکی اصلیت ثابت نہین ہوئی۔ اسی لیے محض اُن حالات پر جو معتبر کتب تواریخ مین مذکور ہین۔ اکتفا کی گئی۔ اور حضرت صدر المحققین نجم الملّة والدّین ابو الفضل مولانا السید ناصر حسین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کی فرمایش سے انھین حالات کو اس زمانہ کی تہذیب کے موافق ترتیب دیا تاکہ زائرین روضۂ مبارک اور دیگر مومنین اس شہید جلیل القدر کی عظمت و جلالت قدر کا اندازہ کرین۔

مرزا محمد ہادی عزیز کان اللہ لہٗ

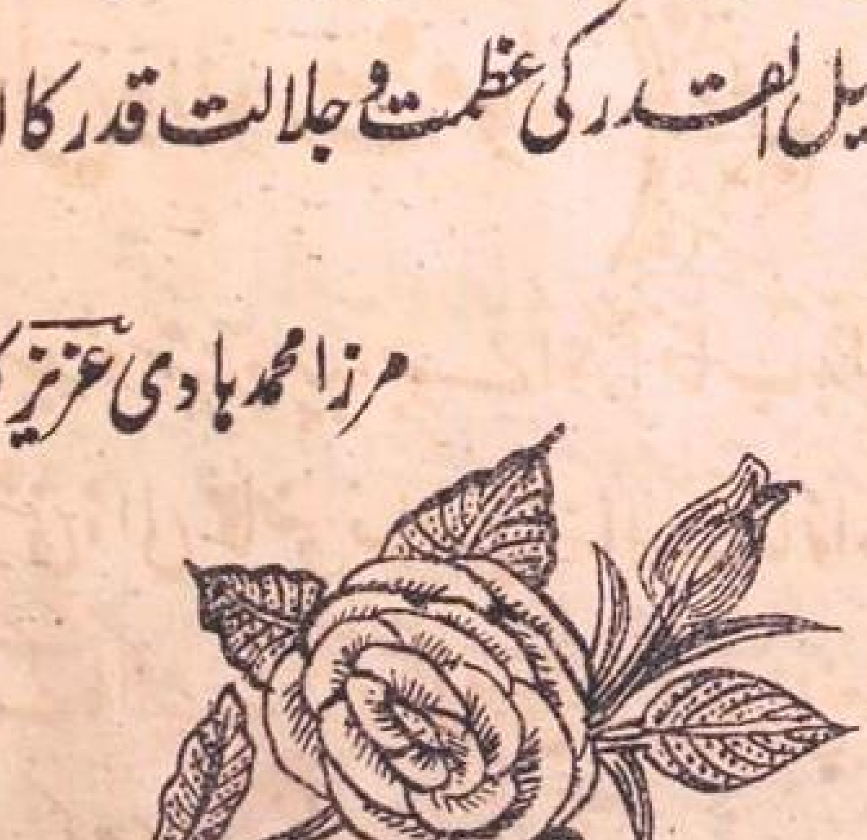

سلسلۂ نسب[1]

قاضی نور اللہ بن شریف بن ضیاء الدین نور اللہ بن محمد شاہ بن مبارز الدین بن الحسین بن نجم الدین محمود بن احمد بن الحسین بن الحسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد بن ابیطالب بن ابراہیم بن یحیی بن الحسین بن محمد بن ابی علی بن حمزہ بن علی المرعش بن عبد اللہ بن محمد الملقب بالسیلق بن الحسن بن الحسین بن الامام علی زین العابدین بن الامام الحسین الشہید المظلوم - یہ سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطون سے خامس آل عبا تک منتہی ہوتا ہے۔

سال ولادت و مولد

سنہ ۹۵۶ھ مین جناب سید شوستر مین پیدا ہوے اور آفتاب ہدایت بنکر کرۂ اسلام پر اپنی روشنی ڈالی - قاضی صاحب تنہا اپنے خانوادہ مین ان فضائل و معارف کے مالک نہ تھے بلکہ اسی سلسلہ نورانی مین اُنکے اسلاف محترم اور اجداد مکرم بھی معراج فضیلت تک پہونچے ہوے تھے

[1] یہ سلسلۂ نسب خود قاضی صاحب نے مجالس المومنین مین اپنے جد امجد سید نور اللہ مرعشی حسینی کے حالات کے ضمن مین درج کیا ہے ۱۲

انکے والد سید شریف حسینی شیخ ابراہیم قطیفی کے شاگردونمین بڑے پایہ کے فاضل تھے۔ اور انکے جد محترم سید نور اللہ علماے ارباب تصنیف مین تھے۔ اکثر علوم مین اُنکے تصنیفات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے مجالس المومنین مین خود قاضی صاحب نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہین اور اُن بزرگون کا جلوہ اُسکے صفحات پر نظر آتا ہے۔ سید حسن غزنوی کے قصیدے کے جواب مین قاضی صاحب نے جو قصیدہ کہا ہے اُسکے اشعار مین تفاخر شاعرانہ نہین بلکہ سچی رجز خوانی ہے ؎

شکر خدا کہ نور الہی است رہبرم	وز نار شوق اوست فروزندہ گوہرم
اندر حسب خلاصۂ معنی و صورتم	واندر نسب سلالہ زہرا و حیدرم
دارای دہر سبط رسولم پدر بود	بانوی شہر دختر کسری است مادرم
ہان ای فلک چو این پدرانم یکے بیار	یا سر بہ بندگی نہ و آزاد ترے برم
شکر خدا کہ چون حسن غزنوی نیم	یعنی نہ عاق والد و ننگ مادرم
یا دم زبان بریدہ چو آن ناخلف اگر	مدح مخالفان علے بر زبان برم
واندجہان کہ او بدروغش گواہ خست	در آنکہ گفت قرہ عین پیمبرم
شائستہ ہست انہم ازان ناخلف کہ گفت	شائستہ میوۂ دل زہرا و حیدرم

فرزند را کہ طبع پدر در نہاد نیست پاکی ذیل مادر او نیست باورم

قاضی صاحب فرقہ امامیہ کے اُن مجتہدین کرام اور مشاہیر متکلمین مین ہین جنکا نام ہمیشہ جریدۂ روزگار پر ثبت رہیگا۔ اور یہ فرقہ اُن پر نازان رہیگا۔ اُنکے قلم نے تیغ یداللہی کے جوہر دکہائے اُنھون نے اپنے اجداد طاہرین کی سچی پیروی اس دنیا مین کی یہانتک کہ شہادت کو بھی وراثتاً اپنے حصّہ مین لیا۔

(تحصیل عُلوم)

صاحب ریاض العلما لکھتے ہین کہ قاضی صاحب نے مولانا عبدالوحید شوستری سے شوستر مین تکمیل علوم کی۔

مصائب النّواصب کا ایک قلمی قدیم نسخہ کتبخانہ فردوسیہ مین ہی اُسکے شروع مین منجملہ اور فوائد کے یہ لکھا ہے ۹۷۹ھ ہجری مین قاضی صاحب بعزم زیارت وتحصیل وارد مشہد مقدسہ رضویہ ہوے۔ اور محقق اوحد مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ اور دیگر اساتذہ سے استفادہ حاصل کیا۔

(شہید ثالث کیون کہتے ہین؟)

نصرت دین محمدی کے لئے جنکے قلم آزاد اور زبانین اعلان کلمۂ حق مین بیباک تھین وہ ہمیشہ دشمنون کے محسود رہے ایک وقت وہ تھا کہ تشیع جرم عظیم سمجھا جاتا تھا علما بیگناہ شہید کیے جاتے تھے۔ چنانچہ اس فرقہ حقہ مین بیشمار علما و کملاے متقدمین ظلم ظالمین سے قتل کیے گئے جیسے ابن السکیت[۱] علیہ الرحمہ اور ابن قتال[۲] نیشاپوری رحمۃ اللہ وغیرہ وغیرہ لیکن متاخرین علما و فقہا مین جنکا سلسلہ قرن ثامن سے شروع ہوتا ہے سب سے پہلے شہید محمد ابن مکی[۳] ہین اور دوسرے

---

[۱] شیخ ابو یوسف یعقوب بن اسحق السکیت المعروف بابن سکیت۔ اکابر علما مین سے تھے سنہ ۲۴۴ ہجری مین متوکل نے محض شیعہ ہونے پر اور فضائل اہلبیت بیان کرنے پر ان کی زبان گدی سے کھچوالی تھی۔

[۲] محمد بن احمد بن علی القتال النیشاپوری المعروف بابن الفارسی۔ ابن داؤد علیہ الرحمہ نے کتاب الرجال مین انکی نسبت تحریر کیا ہے کہ متکلم جلیل القدر فقیہ عالم زاہد ورع قتلہ ابو المحاسن عبد الرزاق رئیس النیشاپور الملقب بشہاب الاسلام یہ بزرگوار علماے مائۃ خامسہ مین ہین انکی تصانیف سے تفسیر قرآن روضۃ الواعظین مشہور و معروف ہے ان کی تاریخ شہادت اور تفصیلی حالات معلوم نہین ہوتے۔

[۳] شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مکی بن محمد بن حامد العاملی الجزینی فقیہ و محدث جلیل القدر علوم عقلیہ و نقلیہ کے علامہ متبحر تھے سنہ ۷۸۶ مین دمشق مین قاضی برہان الدین مالکی اور عباد بن جماعۃ الشافعی کے فتوی سے پہلے انکو تلوار سے قتل کیا اسکے بعد سولی دی پھر سنگسار کرکے انکی نعش کو جلا ڈالا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

شیخ زین الدین تیسرے[۱] ہمارے قاضی صاحب جنھون نے ہندوستان آکر اس سعادت کو حاصل کیا۔

(ہندوستان آنا)

جناب سید نور اللہ ۹۹۵؁ھ ہجری مین وارد ہندوستان ہوے سب سے پہلے حکیم ابو الفتح گیلانی سے ملاقات ہوئی اور انھین کے یہان مقیم ہوے اُسوقت دربار اکبری کا آفتاب نصف النہار پر تھا بڑے بڑے علما و فضلا کا مجمع تھا زمانہ علم دوست سلطان جوہر شناس علامہ سید کے علم و کمالات کو حکیم ابو الفتح گیلانی کی کوششون نے چمکایا اور داخل دربار علما ہوے۔

(معاصرین و مورخین کی راۓ)

معاصرین مین خاص و عام قاضی صاحب کے فضل و جلالت کے معترف تھے قاضی صاحب کے معاصرین مین ملا عبد القادر جو متعصبین اہل سنت سے تھے

[۱] شہید ثانی شیخ زین الدین صاحب شرح لمعہ ۹۶۶؁ھ ہجری مین بجرم تشیع قسطنطنیہ مین شہید ہوے علامہ مذکور صاحب تصانیف کثیرہ ہین۔

اپنی کتاب منتخب التواریخ مین جہان عہد اکبر کے علما کا ذکر کیا ہے یون
راے دی ہے۔

"قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعی مذہب است اما بسیار بصفت
نصفت و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقوی و عفاف و اوصاف
اشراف موصوف است و بعلم و حلم و جودت فہم و حدت طبع و صفای قریحہ
و ذکا مشہور است صاحب تصانیف لائقہ است توقیع بر تفسیر مہمل
شیخ فیضی نوشتہ کہ از حیز تعریف و توصیف بیرون است و طبع نظمی دارد
و اشعار دلنشین می گوید۔ بوسیلہ حکیم ابو الفتح بملازمت شاہی پیوستہ و زمانیکہ
موکب منصور بلاہور رسید و شیخ معین قاضی لاہور را در وقت ملازمت
از ضعف پیری و فتور قوی سقطہ در دربار واقع شد رحم بر ضعف او
آوردہ فرمودند کہ شیخ از کار ماندہ بنا بر آن قاضی نور اللہ بان عہدہ
منسوب گردید الحق مفتیان ماجن و محتسبان بدنفس لاہور
را کہ معلم الملکوت سبق میدہند خوش بضبط در آوردہ و راہ رشوت را
بر ایشان بستہ و در پوست پستہ گنجانیدہ چنانچہ فوق آن متصور نیست
ومیتوان گفت کہ قائل این بیت او را منظور داشتہ و گفتہ کہ

تو ئی آنکس کہ نکردی بہمہ عمر قبول   در قضا ہیچ ز کس غیر شہادت نہ گواہ

عبارت تذکرہ ریاض الشعرا تالیف علی قلیخان والہ۔

قاضی نور اللہ شوستری از افاضل زمان و اعاظم دوران بود طنطنہ دانشش از قاف تا قاف رسیدہ و صیت فضلش شرق و غرب را فرو گرفتہ تصانیف عالیہ اش در عالم مشہور و شرح جلالت شانش در السنہ جمہور مذکور است در عہد اکبر بادشاہ ہندوستان قاضی القضاۃ بود آخر در سن ہفتاد[1] سالگی در عہد جہانگیر ابن اکبر بادشاہ بسبب تصنیف کتاب مجالس المومنین بضرب دُرّہ خار دار بدرجۂ شہادت رسید در فن شاعری[2] کمال قدرت و مہارت داشت تخلص وے نوری بود۔

(جناب فردوسمآب کی ایک عبارت)

رئیس المتکلمین مولانا سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ صاحب عبقات الانوار سنہ ۱۳۰۶ھ

---

[1] سال ولادت وشہادت کے حساب سے ۶۳ سال کا سن ہوتا ہے۔

[2] حقیقت مین علامۂ موصوف کی شاعری معرکۃ الآرا تھی مگر یہ فن اُنکے واسطے کوئی فخر کا باعث نہین اکثر اشعار اُنکے نظر افروز ہوے جنکا کیف دماغ مین ہے مگر یہان نظر انداز کیے جاتے ہین۔

مین آگرہ تشریف لیگئے تھے وہان پہونچکر ایک خط مولوی علی حسن صاحب کو لکھا ہے جسمین قاضی صاحب کے مزار کا ذکر ذیل کی عبارت مین کیا ہے

وفزت فیہا بزیارۃ الضریح المطہر والرمس المنور

اگرہ مین زیارت ضریح مطہر و منور جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ

والمزار الاقدس والقبر الانفس للعلامۃ الشہید

وعظم مشہد کی زیارت سے فائز ہوا یہ جناب علامہ شہید

الولی الرشید الصفی السعید التعلامۃ المفید الفہامۃ المجید

اور ولی رشید برگزیدہ وسعید بڑے عالم اور فائدہ بخشنے والے

الہمام المجید القمقام السدید منبع الاسرار ومعدن الانوار

تھے نہایت عالی فہم اور عمدہ کلام کرنے والے تھے سردار بزرگ

سنی المقامات وضی الکرامات الساعی فی تاثیل

اور عالم متبحر درست کار تھے اسرار کا سرچشمہ تھے انوار کے

اصول الدین وفروعہ الموقد لقنادیل العلم وشموعہ المنافح

معدن تھے انکے مقامات بلند اور انکے کرامات روشن تھے

الذاب عن حمی الشریعۃ والدائب الکادح فی

انھون نے اصول و فروع دین کے مضبوط کرنے مین بڑی سعی کی علم کی

تحصیل المنازل الرفیعه المبطل لشبہات الا بالسه

قندیلین اور شمعین روشن کین شریعت کے مکان محفوظ سے

المسدع المنحی عن الحائرین مزال الضلال ومد احسه

اعدا کو دور رکھا منازل بلند آخرت کے حاصل کرنے مین

الموضح طرق الهدایة باحقاق الحق الحاطم لروس المجالحین

بڑی کوشش کی شبہات شیاطین کو باطل کیا حیرت زده

بالکسر والدق وجاعلهم اصغر من البق المبدی لمصائب النواصب

لوگون کو گمراہی کے مقامات لغزش سے بچاتے رہے

ومعذبهم بالعذاب الوصب والهم النا صب ونا زع

احقاق حق سے ہدایت کی راہین واضح کین

شواهم بالسیف القاضب ومبتلیهم بالحزن الحاذب

مکابرہ کرنے والون کے سر توڑ ڈالے

المشهر صیت فضائله فی الاصقاع المعشب

اون کو پشہ سے زیادہ حقیر کردیا نواصب کے

بهواطل افاداته کل صفصف قاع التهد المسند

کے ظلم ظاہر کردیے اونکو عذاب پایندہ سے معذب کیا اونکی

والمتکلم المستند القاضی نوراللہ نوراللہ مرقدہ
پوست شمشیر بران سے کھینچ لیے اونکو غم شدید مین مبتلا کیا انکے

وعظم مشہدہ فاضاءت عیونے باجتلاء
فضائل کا آوازہ تمام اطراف مین پھیلا ہر میدان انکے باران

ھذہ البقعہ وسطع علے انوار الحق من ھذہ اللمعۃ
افادات سے سرسبز ہوگیا یہ بڑے سندی سید اور متکلم مستند تھے

ولعمری لوراھا المبطل اصبح مؤمنا ولو ابصرھا
میری آنکھین اونکے مزار کے دیکھنے سے روشن ہوگئین اور مجھپر

المدغل رجع موقنا یفوح منہا عبقات السعادۃ
انوار حق اوسکی چمک سے نمایان ہوگئے مین قسم کھا کر کہتا ہون

ویضوع منہا نفحات الشھادۃ یرق فیہاء
کہ اگر اس مزار کو باطل عقیدہ رکھنے والا دیکھے تو مومن ہوجاے

قلب الانسان وان کان من الصخور ویتواضع
اور اگر دل مین دغل رکھنے والا اوسکا مشاہدہ کرے تو صاحب یقین

لجلالۃ فخارھا کل مختال فخور ویتضاءل
ہوجاے اس روضہ سے سعادت کی خوشبوئین پھیلتی ہین اور شہادت

لعظمة شانها كل متغطرس ذی غرور مع ان
کی معطر ہوائین چلتی ہین انسان کا دل اگر پتھر کا بھی ہو تو

هذا الرمس الطاهر الذی طیبه فائح لیس علیه ما
وہان نرم ہو جائے اور ہر متکبر اوسکی عظمت کے سامنے تواضع

علی غیره من الضرائح من زبرج العمارة وزخارفها
اختیار کرتا ہے باوصفیکہ یہ قبر پاک جسکی خوشبو خود پھیلی رہتی ہے ایسے حال مین ہے

وطرف الدنیا ومطارفها بل انما هو فی قفر غیر معمور
کہ اوسپر تعمیر کی زینت اور آرایش کا سامان جیسے اور قبور پر ہے

ومحل غیر مشهور ومهمه لا یهتدی الیه الا طالب
مطلقًا نہین ہے بلکہ وہ ایسے مقام غیر اباد بلکہ جنگل مین ہے

کادح متحمل لتعب فادح حتی انه ما کان
کہ سوائے کوشش بلیغ سے تلاش کرنے والے کے جو بڑا تعب اٹھائے اور کوئی

عزوا لو عفی اثره وانمحی خبره لخمول الحی
اوس تک نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ عجب نہین ہے اگر اوسکا نشان بھی

فی هذه القریة الظالم اهلها الغالب علیها
مٹ جائے اور کچھ خبر اوسکی معلوم نہوا سلیئے کہ حق اس شہر مین

جہلہا ولکن ابی اللہ الا ان یتم نورہ ویزداد الحق
نہایت پوشیدہ اور اس شہر کے ظالم لوگوں پر جہل غالب ہے لیکن خدا تو

وظہورہ ومعاند وھذہ القریۃ لو سائلہم غریب
اپنے نور کو پورا ہی کرکے رہے گا اور حق کا ظہور ضرور زیادہ ہو گا اور اس

عن ھذا الرمس الشریف لا یھدونہ اما جہلاً
شہر کے اہل عناد سے اگر کوئی غریب اس قبر شریف کا پتہ پوچھتا ہے تو اوسکو نہیں بتاتے

واما عناداً وھم جابرون یریدون ان یطفؤا نور اللہ
یا تو جہل کی وجہ سے یا دشمنی کے سبب سے باوصف علم کے اونکا قصد یہ ہے کہ نور خدا کو

بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون
خاموش کردیں اپنے منہ سے مگر خدا ضرور اپنے نور کو تمام کریگا اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو

(عہدۂ قاضی القضاۃ کی تفویض)

اکبر نے لاہور پہونچتے ہی وہاں کے قاضی (معین الدین) کو علیحدہ کرکے جناب سید کو اُس صُوبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ اس منصب کو جس حیثیت سے قاضی صاحب نے انجام دیا ہے تاریخ صفحے اور اسلام کے

محکم قانون قیامت تک اُسکے گواہ رہینگے۔ مؤرخ بدایونی نے جن الفاظ بلیغہ سے اس باب مین جناب قاضی صاحب کی مدح کی ہے وہ ابھی ناظرین ملاحظہ کر چکے ہین۔

اکبر کا دور ختم ہوگیا۔ جوہر شناسی کا چراغ بجھ گیا۔ جہانگیر نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی علی قلی خان شیر افگن کو قتل کرا کے نورجہان کو اپنے عقد مین لیا اور مظالم کا فتح باب ہوا۔

(سبب قتل)

بعض معتبر تذکرون سے قاضی صاحب کا سبب قتل یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے ہمیشہ مخالفین مین صلح و مدارا کی زندگانی بسر کی اور اپنے جذبات مذہب کو علی الدوام محفوظ رکھا۔ قاضی صاحب چونکہ اہلسنّت کے چارون مذہبون کے نہایت زبردست فقیہ تھے اسلیے اکبر بادشاہ اور دوسرے لوگ ہمیشہ انکو ایک منصف مزاج محقق سمجھے۔ اکبر نے جب قاضی صاحب کے تبحّر کی انتہائی حالت دیکھی تو لاہور کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی صاحب نے اس عہدہ کو اس شرط پر منظور کیا کہ مین کسی

ایک مذہب کے موافق قضایا مین فتوی نہ دونگا بلکہ مذاہب اربعہ (شافعیہ۔ حنفیہ۔ حنبلیہ۔ مالکیہ۔) مین سے جس مذہب کے موافق میرا اجتہاد مقتضی ہوگا فتوی دونگا۔ چونکہ مین کافی قوت نظر و استدلال رکھتا ہون اسلیے تمام مسائل مین کسی خاص مذہب کا پابند نہین ہوسکتا۔ ہان یہ ضرور ہے کہ اس چار دیواری سے باہر نہین رہونگا بادشاہ نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ قاضی صاحب نے مسائل قضایا و احکام مین ہمیشہ مذہب امامیہ کے موافق فتوی دیا اگر کبھی کسی نے اعتراض کیا تو انھون نے ثابت کر دیا کہ یہ فتوی میرا مذاہب اربعہ کے فلان مذہب سے مطابق ہے جانچنے والے جانچ لیتے تھے کہ اُنکے فتاوے مین اُن چار عنصر وتخمین سے کسی ایک عنصر کی شرکت ضرور ہوتی تھی۔ ایک مدت تک اسی طرح بسر کی اور احکام امامیہ کا نفاذ کرتے رہے مخفی طور سے تصانیف کلامیہ مین بھی مشغول رہے۔ اکبر کی زندگی تک یہ راز سربستہ رہا جہانگیر کے عہد مین اکثر علماے مخالفین نے جو مقرب تھے بادشاہ سے کہا کہ قاضی صاحب کا مذہب شیعہ ہے اسیوجہ سے وہ اپنے فتوے مین بھی کسی ایک مذہب کے پابند نہین۔ جہانگیر نے اسطرف توجہ نہ کی

کیونکہ یہ شرط پہلے ہی منظور ہو چکی تھی۔ کوشش کرنیوالے اُسوقت تو نا کام
رہے مگر اُنکو فکر ہو گئی کہ ہم قاضی صاحب کا شیعہ تبرائی ہونا ثابت کردین
چنانچہ ایک شخص کو قاضی صاحب کے پاس سیکھا پڑھا کر بھیجا اُسنے اکر
قاضی صاحب سے پڑھنا شروع کیا اور اپنے تئین شیعہ ظاہر کیا ایک
مدت تک وہ اسی طرح قاضی صاحب کے حلقہ تلامذہ مین شامل رہا
رفتہ رفتہ اتنا اعتبار رسیدا کیا کہ انکی مخفی تصنیف کتاب مجالس المومنین
پر مطلع ہوا نہایت کوشش سے وہ کتاب قاضی صاحب سے دیکھنے کے
واسطے لی اور مکان پر لیجا کر اسکے ایک نقل اُن علما کو دیدی وہ اُس
کتاب کو اثبات مطلوب کا ایک دفتر سمجھکر جہانگیر کی خدمت مین لیگئے
اور کہا کہ اس رافضی نے ایسی کتاب لکھی ہے سزاوار ہے کہ اسپر حد جاری
کیجاے بادشاہ نے کہا کیا سزا دینا چاہیے۔ سبنے راے دی دُرہ خاردار
لگانا چاہیے جہانگیر نے کہا اچھا تمکو اختیار ہے۔ ان لوگون نے موقع پاکر
بہت جلد اس کام کو انجام کو دیا یہانتک کہ قاضی صاحب شہید ہو گئے
کئی روز تک لاش بے غسل و کفن رہی۔

اور جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے کتاب امل الامل مین تحریر فرمایا ہے

کان معاصر الشیخنا البھائی وقتل بسبب تالیف احقاق الحق

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہ شہادت تالیف کتاب احقاق الحق ہے ممکن ہے کہ شخص مذکور بجاے مجالس المومنین احقاق الحق پر مطلع ہوا ہو اور اُسکو ظاہر کر کے اپنی کیتادی مین کامیاب ہوا ہو۔ه

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن	خدا رحمت کند این کشتگان پاک طینت را

یہ واقعۂ قتل ۱۸ جمادی الآخر روز جمعہ ۱۰۱۹ھ ہجری مین واقع ہوا جناب قاضی صاحب نے تریسٹھ سال دنیا مین زندگانی کی۔

(تاریخ وفات)

میر نور اللہ عالی انتساب	زین زمانہ با دل آگہ شدہ
سالِ رحلش مظہر الحق زد رقم	عدن جاے میر نور اللہ شدہ

۱۰۱۹ھ

ه اس قطعہ کے مصرعہ ثانی مین ۱۸ حرف ہین جس سے ماہ محرم کی ۱۸ تاریخ نکلتی ہے۔ مصرعہ ثالث کے پہلے دو لفظ "سال رحلش" مین سات حرف ہین جس سے ہفتہ کا روز ہفتم یعنے جمعہ مراد لیا ہے۔ درمیان مین مصنف کا نام ہے "زد رقم" مین پانچ حرف ہین جس سے سال کا پانچوان مہینہ یعنے جمادی الآخر مقصود ہے مصرعہ چہارم کے ۱۰۱۹ سنہ نکلتے ہین۔ عزیز

قاضی صاحب کا دفن اور ایک ایرانی کا خواب

ایک ایرانی سردار جو اُس زمانہ مین ریاست گوالیار مین ملازم تھا اُسنے
خواب مین پیغمبر اسلام کی بیٹی فاطمۂ زہرا کو دیکھا کہ وہ حکم دے رہی ہین
کہ اس نعش کو تو دفن کر دے یہ ایرانی خواب دیکھکر بیدار ہوا اور فوراً
آگرہ پہونچکر جہانگیر سے اس لاش کی تجہیز و تکفین کی اجازت حاصل کی
اور دفن کیا۔

مزار اقدس

فرقہ امامیہ مین مشاہد مقدسہ کے بعد یہ مزار بھی ایک ایسا متبرک
مقام ہے جہان شب و روز وار دین مجالس عزا برپا کرتے رہتے
ہین اور استجابت دعا کا وسیلہ جانتے ہین۔ جہانگیر کے ظلم کی یادگار
یہ مزار آگرہ مین عدالت دیوانی کے قریب واقع ہے چینگی کی
چوکی سے چند قدم طے کرنے پر زائر اس روضہ کے دروازے تک
پہونچتا ہے ۱۰۱۱ھ ہجری مین انتقال کے ۱۶۹ سال کے بعد اسن

روضہ کی تعمیر ہوئی۔ یہ مزار اقدس دس درون سے محصور ہے۔ جسکو سنہ ۱۲۹۰ھ مین سید علی نقی صاحب ڈپٹی کلکٹر نے بشرکت مومنین تعمیر کرایا اور سنہ ۱۹۳۰ء مین بکوشش سید کفایت حسین صاحب تحصیلدار و خان بہادر سید ابوالحسن صاحب تحصیلدار و سید ناظم صاحب وکیل و دیگر مومنین لوہیکے دروازے لگائے گئے۔

ابھی اس روضۂ مبارک مین بہت کچھ تعمیر کی ضرورت ہے۔ ایک مسافرخانہ اور مجلس کیواسطے ایک خاص مقام چاہیئے اکثر عمائد شہر اور مومنین آجکل متوجہ ہین امید تو ہے کہ یہ کام بہت جلد انجام پاجائے اس مزار مبارک کی مجاورت و خدمت سید حسین صاحب کے متعلق ہے یہ مرد مومن دو پشتونسے اس شرف کو حاصل کررہے ہین اور زائرین کیخدمت کو اپنا فخر سمجھتے ہین۔

(تاریخ وفات جو لوح قبر پر کندہ ہے)

(مرقد منوّر سیّد نور اللہ شستری الحسینی)

ظالمے اطفاے نور اللہ کرد | قرۃ العین نبی را سر برید
سال قتل حضرتش ضامن علی | گفت۔ نور اللہ سید شد شہید ۱۰۱۹ھ

در عہد جہانگیر بادشاہ بسعادت شہادت فائز شدند ۱۰۱۹ھ

تاریخ نثر جو سنگ سرخ پر کندہ ہے اور قریب منبر نصب ہے

مرقد مطہر۔ مضجع منور۔ سید عالی مقدار۔ شہید والا تبار۔ بہار باغ امامت سحاب گلشن سیادت۔ برق کشت زار اہل ضلالت۔ پیشواے فرقۂ ناجیۂ باسعادت۔ یادگار شہسوار یثرب وبطحا۔ چشم وچراغ شہید کربلا۔ آفتاب آسمان ہدایت ورہبری۔ ابو الفضائل سید نور اللہ الشستری نور اللہ مضجعہ کہ در ۱۰۱۹ ہجری بدرجۂ شہادت فائز گشتہ ومرمت

مرقد مطہر در ۱۱۸۸ھ مشہود پیوستہ

فہرست مصنفات جناب قاضی نور اللہ شہید ثالث رحمہ اللہ

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۱	احقاق الحق	کلام	عربی	سنہ ۱۰۱۳ھ میں یہ کتاب آگرہ میں تصنیف ہوئی اور یہی باعث قتل جناب سید ہوئی
۲	مجالس المومنین	تاریخ	فارسی	تصنیف سنہ ۹۹۰ھ ہندوستان کی تصنیف
۳	مصائب النواصب	کلام	عربی	
۴	صوارم مہرقہ رد صواعق محرقہ	"	"	
۵	حاشیہ تفسیر بیضاوی	تفسیر	"	
۶	شرح تہذیب الاحکام مسمی بہ غایۃ المرام	فقہ	"	یہ کتاب شوستر میں تصنیف ہوئی اور آٹھ جلد وضخیم ہے
۷	حاشیہ بر شرح شمسیہ	منطق	"	
۸	حاشیہ بر شرح ہدایہ	فلسفہ	"	
۹	حاشیہ بر شرح جامی	نحو	"	
۱۰	حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ	فلسفہ	"	
۱۱	حاشیہ دیگر بر بیضاوی	تفسیر	"	
۱۲	حاشیہ شرح تہذیب الاصول	اصول فقہ	"	

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۱۳	حاشیہ بر حاشیہ شرح تجرید	فلسفہ	عربی	
۱۴	حاشیہ بر قواعد علامہ حلّی	فقہ	"	
۱۵	حاشیہ بر الھیات شرح تجرید	فلسفہ	"	
۱۶	حاشیہ بر مختلف فقہ	فقہ	"	
۱۷	حاشیہ بر شرح چغمنی	ریاضی	"	
۱۸	شرح اثبات واجب جدید	کلام	"	
۱۹	شرح اثبات واجب قدیم	"	"	
۲۰	حاشیہ ورد چلپی بر شرح تجرید اصفہانی	فلسفہ	"	
۲۱	حاشیہ بر بحث عذاب قبر از شرح عقائد	کلام	"	
۲۲	شرح بدیع المیزان	منطق	"	
۲۳	شرح حاشیہ تشکیک از حواشی حاشیہ قدیمہ	فلسفہ	"	
۲۴	نور العین			

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۲۵	کشف العوار	کلام	عربی	
۲۶	رسالہ دفعۃ الشقاق	"	"	
۲۷	نہایۃ الاقدام	"	"	
۲۸	رسالہ انس الوحید فی تفسیر آیۃ العدل والتوحید	تفسیر	"	
۲۹	رسالہ رفع القدر			
۳۰	حل العقال			
۳۱	رسالہ بحر الغدیر			
۳۲	رسالہ لمعہ فی صلوۃ الجمعہ	فقہ	عربی	
۳۳	رسالہ الذکر الابقے	کلام	"	
۳۴	رسالہ عدۃ الابرار			
۳۵	رسالہ تحفۃ العقول			
۳۶	رسالہ موائد الانعام			
۳۷	حاشیہ بر رسالہ اجوبہ فاخرہ	کلام	عربی	

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۳۸	رسالہ عشرۂ کاملہ			
۳۹	حاشیہ بر حاشیہ تہذیب ملا جلال	منطق	عربی	
۴۰	رسالۂ سبعہ سیّارہ			
۴۱	رسالہ در تفسیر آیہ انّما المشرکون نجس	تفسیر	"	
۴۲	رسالہ بحث تحذیر	نحو	"	
۴۳	رسالہ ادعیہ	حدیث	"	
۴۴	رسالہ جلالیہ			
۴۵	رسالہ لطیفہ			
۴۶	رسالہ در بیان انواع کم	فلسفہ	"	
۴۷	رسالہ در حقیقت عصمت	کلام	"	
۴۸	رسالہ فی ان الوجوہ لا مثل لہ	فلسفہ	"	
۴۹	جواب اسولہ سید حسن			
۵۰	رسالہ اثبات تشیع سید محمد نوربخش	تاریخ	"	
۵۱	دیوان قصائد	ادب	فارسی	

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۵۲	رسالہ در رد شبہات شیطان	کلام	عربی	
۵۳	حاشیہ بر تحریر اقلیدس	ریاضی	"	
۵۴	حاشیہ خلاصہ	رجال	"	
۵۵	رسالہ المو فج	کلام	"	
۵۶	رسالہ در رد مقدمات صواعق محرقہ	"	"	
۵۷	رسالہ السحاب المطیر			
۵۸	شرح خطبہ عضدی	ادب	"	
۵۹	حاشیہ بر مبحث امامت شرح تجرید	کلام	"	
۶۰	حاشیہ بر مبحث اعراض شرح تجرید	فلسفہ	"	
۶۱	حاشیہ بر مطول	معانی و بیان	"	
۶۲	شرح مبحث حدوث عالم از نموذج دوانی	کلام	"	
۶۳	حاشیہ بر شرح مختصر الاصول	اصول فقہ	"	
۶۴	حاشیہ بر حاشیہ ختائی	کلام	"	
۶۵	رسالہ النظر السلیم	"		

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۶۶	رسالہ در تفسیر آیہ رویا	تفسیر	عربی	
۶۷	رسالہ گوہر شاہوار		فارسی	
۶۸	رسالہ خیرات حسان			
۶۹	رسالہ در نجاست خمر	فقہ	عربی	
۷۰	رسالہ فی مسئلہ الکفارہ	"	"	
۷۱	رسالہ در رد رسالہ تصحیح ایمان فرعون	کلام	"	
۷۲	رسالہ فی رد رسالۃ الکاشی	"	"	
۷۳	رسالہ فی رکنیۃ السجدتین	فقہ	"	
۷۴	رسالہ فی غسل الجمعہ	"	"	
۷۵	رسالہ در تعریف ماضی	صرف	"	
۷۶	حاشیہ بر رسالہ تحقیق کلام بدخشی			
۷۷	حاشیہ خطبہ شرح مواقف	ادب	"	
۷۸	رسالہ گل و سنبل		فارسی	
۷۹	رسالہ فی مسئلہ لبس الحریر	فقہ	عربی	

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۸۰	شرح رباعی شیخ ابوسعید ابن ابی الخیر	ادب	فارسی	
۸۱	دیوان اشعار	"	"	
۸۲	کتاب منشات	"		
۸۳	حاشیہ بر مبحث جواہر شرح تجرید	فلسفہ	عربی	
۸۴	رسالہ فی رد ماکتب بعضہم فی نفی عصمۃ الانبیا	کلام	"	
۸۵	رسالہ فی رد شبہۃ فی تحقیق علم الالہی	"	"	
۸۶	شرح مبحث جواہر حاشیہ قدیمہ	فلسفہ	"	
۸۷	حاشیہ بر مبحث معاد شرح تجرید			
۸۸	رسالہ فی رد ما الفہ تلمیذ ابن الہمام فی بیان اقتداء الحنفیۃ بالشافعیہ			
۸۹	منتخب کتاب المحلی لابن حزم الاندلسی	فقہ	"	
۹۰	تعلیقات شرح مختصر الاصول قاضی یحیی شافعی بسط فیہ الکلام علی ابطال القیاس	اصول فقہ	"	

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت
۹۱	رسالہ در جواب سوالات میر یوسف علی حسینی استرابادی	کلام	عربی	
۹۲	حاشیہ کتاب میبذی	فلسفہ	″	
۹۳	رسالہ در نجاست آب قلیل	فقہ	″	
۹۴	رسالہ النور الانور والنور الازہر فی تنویر خفایا رسالۃ القضاء والقدر	کلام	″	صاحب ریاض العلما لکھتے ہین کہ مینے اس کتاب کو ہرات مین دیکھا تھا
۹۵	کشکول			صاحب ریاض العلما لکھتے ہین کہ مینے یہ نسخہ مشہد مقدس مین دیکھا تھا جو بخط مصنف تھا۔
۹۶	رسالہ در تفسیر آیۂ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام			
۹۷	شرح دعای صباح منقول از جناب امیر ع	ادعیہ	فارسی	۱۰۹۰ھ مین اس شرح کو لکھا
۹۸	رسالہ در فضیلت عید الشجاع			
۹۹	رسالہ در اثبات شیخ رجلین			صاحب ریاض العلما لکھتے ہین کہ مینے اس رسالہ کو ملک مازندران کے شہر اشرف مین دیکھا۔
۱۰۰	رسالہ در ذکر اسماے رواۃ مخالفین کہ وضاع مذہب بودند	رجال	عربی	
۱۰۱	رسالہ صد باب اسطرلاب		″	صاحب ریاض لکھتے ہین کہ مینے اس رسالہ کو شہر فراہ مین دیکھا

ذخیرہ مُصنّفات

جناب سید ترسٹھ سال دنیامین زندہ رہے مگرانکی زندگی کی ہر ساعت عرفاو سالکین کے لیے بہشت عرفان ہے اُنکے تصنیفات کے مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی زندگی کا اصلی منشاء دین اسلام کی بناؤنکا مستحکم کرنا تھا ورنہ عالم غربت مین جو شخص مخالفین مین اس طرح گھرا ہوا ہو اُس سے اسقدر تصنیفات کا ظاہر ہونا نہایت دشوار تھا مگروہ اپنی زندگی کے رازسربستہ کو خوب سمجھے ہوے تھے اسی لیے اپنے فرائض پر نہایت آزادی سے انکا قلم چلتا تھا سر کٹ جاے جان چلی جاے مگرانکو اپنے کام سے کام تھا ہستی ناپائدار کی زندگی کو وہ زندگی نہین سمجھتے تھے وہ کچھ ایسے کام کر گئے جس سے ہمیشہ زندہ رہین اور اپنے بعد بھی ایک دوسرے پیکر مین دنیا کو ہدایت کرین۔ اسمین شک نہین کہ اُنکے مُصنّفات دنیامین وہی کام دیتے ہین جو آئمہ اسلام کا فرض تھا۔ تاریخون سے معلوم ہوا کہ ۱۰۰ کتابین تصنیفات سے ہین ممکن ہے کہ اور بھی کچھ کتابین ہون۔ ان کتابون مین سواے احقاق الحق اور مجالس المومنین کے

اور کوئی کتاب مطبوع نہین ہوئی طبع ہونیکا کیا ذکر ہے کل کتابین کسی بڑے کتبخانہ مین بھی نہین ہین لیکن کتبخانہ فردوسیہ کو اس مین یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ سب کتبخانون سے زیادہ اسمین تصنیفات جناب شہید ثالث کا ذخیرہ موجود ہے۔

امید ہے کہ ارباب ہمت اسکی اشاعت مین کوشش کرینگے۔

جناب قاضی رحمہ اللہ نے اپنی محنت و مصیبت کو بالاختصار احقاق الحق کے خاتمہ مین ذکر کیا ہے جسکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

هذا اخر ما قصدته من ایضاح مقاصد الکتاب

یہ آخر ہے میرے مقصود کا جو ایضاح مقاصد کتاب مستطاب (نہج الحق علامہ حلی رح)

المستطاب وانجاح مسئول الاحبة و الاصحاب

سے متعلق ہے مین نے اس امر سے اپنے احباب و اصحاب کا سوال پورا کیا

من الرد علی رؤساء .... خصوصا

اور بڑے بڑے مخالفون کے کلام کو رد کردیا خصوصًا کلام اوس دشمن کا

الناصب . . . . الزایغ عن طریق الصواب

جو راہ صواب سے علیحدہ ہو گیا (یعنے فضل بن روزبہان شیرازی) اور یہ امر ایک

وذلک من جلائل نعم اللّٰه الوھاب علی عبدہ الاوّاب

نعمت ہے اون بڑی نعمتون سے جو خدا ے بخشندہ نے اپنے بندہ کو بخشین

الراجی للشھود لعینی المجاھد اعداءہ بالسیف

جو صرف اوسیکی طرف رجوع کرتا ہے اور امیدوار ہے کہ اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرے

الیقینی والرّمح الرُّدینی نوراللّٰہ بن شریف

اوسکے احسانات کا اور جہاد اوسکے اعداسے جہاد کر رہا ہے شمشیر ساختہ استاد سے

المرعشی الحسینی کان اللّٰہ لہ واجری علی

اور اوس نیزہ سے جو ردینی[1] کا بنایا ہوا ہے (اوس مجاہد کا نام) نور اللّٰہ بن شریف المرعشی

نہج الحق عملہ والمسئول من فضلہ العظیم

الحسینی ہے خدا اوسکا معین و ناصر ہے اور اوسکے عمل کو راہ حق پر جاری کرے

وکرمہ العمیم ان یجعل مقاساتی فی نصرۃ

اور اوسکے فضل عظیم و کرم عمیم سے یہ مطلوب ہے کہ میری نصرت مین اس گروہ (یعنے امامیہ) کے

ھذا المعشر ذریعۃ مخلفہ لزاد المحشر

جو مشقت اٹھائی ہے اوسکو ذریعہ بہم رسانی زاد روز محشر گردانے اور اوسکو وسیلہ تقرب کرے

ووسیلۃ مزلفۃ الی سید البشر والآلہ ائمہ

جناب سید البشر صلے اللّٰہ علیہ وآلہ اور اونکی آل کے جو آئمہ اثنی عشر علیہم السلام ہین

[1] سمہر ردینی نیزہ بنانے یئے عرب مین مشہور تھے ۱۲

الاثنی عشر وان یرزقنی طلب ثارھم

اور مجکو یہ امر نصیب کرے کہ مین اونکے خون کا انتقام امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ لون

مع امام مھدی یدعوا الی اقتفاء اثارھم صلوات اللہ علیھم

جو اونکے آثار پیروی کی طرف دعوت کرینگے اور مجھے زمرہ احبا، و انصار

وان یحشرنی فی زمرۃ احباءھم وانصارھم

آئمہ علیہم السلام مین محشور کرے اور دار القرار مین اونکے ہمسایہ مین جگہ دے

ویبوئنی فی دار القرار فی جوارھم والمامول

اور امید اون افاضل مومنین سے جو دین کی محبت مین امین ہین

من افاضل المومنین الذین ھم فی حب الدین امین

یہ ہے کہ جب وہ واقف ہون اوس تعب پر جو مین نے اس تصنیف مین

ان یدعونی بدعاء الانتظام فی زمرۃ الآمنین

(جو گران بہا قلادہ ہے) کھینچا ہے وہ میری کدّ یمین اور عرق جبین کا حال

اذا وقفوا علے ما قاسیتہ فی نظم ھذہ العقد الثمین

معلوم کرکے اسکی دعا کرین کہ خدا مجھے امن سے رہنے والون کے زمرہ

من عرق الجبین وکد الیمین فانہ سبحانہ تعالے لا یضیع

مین منسلک فرمائے کیونکہ خداوند عالم احسان کرنے والون کے اجر کو ضایع

اجر المحسنين وان يصلحوا ما فيه من القصور والتقصير
نہین فرمایا اور قصور وتقصیر اور مواخذہ وسرزنش کے جو مقامات پائین اونکے

ومظان المواخذة والتعيير فان قلة بضاعتي
اصلاح کرین کیونکہ میری کم بضاعتی واضح ہے اور دنیاوی مشغلون مین

لائحة واضاعة وقتي في الشواغل الدنيوية
میرے وقت کا ضایع ہونا روشن ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ غریب الوطن

واضحه مع ما انا فيه من غربة الوطن وغيبة الكتب
ہون کتابین موجود نہین اہل واولاد کی جدائی سے دل تنگ ہون

وضيق البال بمفارقة الاهل والآل اذ بعد
اس لیے کہ جب سے مین نے ابتداے شباب مین تحصیل علم کے لیے اپنے

ما كبت غارب الاغتراب في مبادي
وطن شوشتر کو چھوڑ کر مشہد مقدس رضوی مین حاضر ہوا

الشباب لتحصيل الحكم وتكميل الفيوض
اوس کے بعد مجھے میرے زمانے نے ہند منحوسہ کی جانب پھینکا یہ

والنعم من وطني شوشتر المحروسة الى
بدبخت منحوس پیرزن میرے غم کو زیادہ کرتی رہی اور میرے

المشهد المقدسة الرضوية المانوسه
عداوت اور صدمے کے مہیا کرنے مین اہتمام کرتی رہی

زمانی زمانے الی الھند المنحوسة قامت
حتی کہ مین نے گمان کیا کہ ہند جگرخوارہ یہی ہے جس نے میرے عم بزرگوار

تلك الشوھاء الما یوسة علی ازدیاد
کا کبد چبایا تھا لیکن خداوند عالم نے محبت اہل بیت

عمی و اھتمّت فی عداوتی و اعدادھی حتے ظننت
صلوات اللہ علیہم کے برکات سے میرے دل کو زندہ کر دیا

انھا ھی الھند اللوکۃ لکبد عمی لکن اللہ سبحانہ ببرکات
اور میری اُنگلیون کو طریقہ و ما رمیت اذ رمیت پر جاری فرمایا

محبة اھل البیت صلوٰت اللہ علیھم احیی قلب المیت
(یعنے بحکم خدا جو کچھ ممکن ہوا وہ مین نے لکھا) پس ہمنے مصنف علامہ

واجری بنانی علے منوال و ما رمیت اذ رمیت
کا انتقام جمع کر کے لیلیا اور اشاعرہ قاصرین اور گروہ

فانتصرنا للمصنّف العلامه حاشرین و وسمنا
دشمنان اہل بیت کو جوم تکب فجور زبان کا رہے داغدار کر دیا

علی جاعرۃ الاشاعرۃ القاصرین والناصبۃ
پس انتقام لیا ہم نے اون لوگون سے جنھون نے جرم کیا

الفاجرۃ الخاسرین فانتقمنا من الذین
اور ہم پر حق تھا مومنین کی نصرت کا اور خدا ناصر و معین ہے

اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین واللہ
اور ان موتیون کی نظم یعنے اس تصنیف کے تکمیل کا

الناصر والمعین وقد اتفق نظم ھذہ اللئالی
اتفاق سات ماہ مین ہوا بغیر راتون کے کیونکہ

التی وشحت بھا عوالی المعالی فی سبعۃ اشھر
مین نے بیان کیا کہ مجھے کثرت ملال کی تھی اور ضعف

من غیر اللیالی لما شرحت من کثرۃ ملالی وضعف القوی
قوی اور جسم کا ہزال اس کا حد کا تھا

ونحول البدن کالشن البالی وکان اخرھا
کہ مین مثل بوسیدہ مشک کے ہو گیا تھا اور

اخر ربیع الاول المنتظم فی سلک شھور سنہ
آخر تاریخ تحریر آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۴ ہجری ہوئی اور

الف واربع عشر بلدہ اگوہ آگرہ بلاد اتخذھا الکفر
یہ تصنیف شہر آگرہ مین کی جو مکروہ ترین بلاد ہے جس کو کفر نے

وکرہ واستعمل فیھا الشیطان مکرہ صان اللہ المومنین
اپنے آشیانے کے لیئے قرار دیا ہے اور شیطان نے اوسمین

عن مکرہ وجھلہ واحزجھم عن سواد الھند
اپنا مکر استعمال کیا ہے خدا مومنون کو اوسکے مکر اور جہل سے

حزنہ و سھلہ بحق الحق واھلہ
محفوظ رکھے اور مومنین کو سواد ہند کے مقامات ناہموار و ہموار سے نکالے بحق حق وار وسکے اہل کے

(زیارت)

اخلاق نبوی نے تعلیم کیا ہے کہ جب اہل ایمان کی قبرونپر گذر کرو تو
اُنپر سلام بھیجو! سلام ہر شخص پر اسکے مدارج کے موافق ہوتا ہے چنانچہ
جناب مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین لکھا ہے کہ علما کی قبور پر جب
جاؤ تو یہ زیارت پڑھو لہذا اس زیارت کو نقل کرتا ہون کہ مومنین
مزار حضرت شہید ثالث پر اسکو خصوصیت سے پڑہین کیونکہ یہ شہید راہ خدا اسکا مستحق ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَحْرَ الْعُلُوْمِ وَكَنْزَهَا وَمُحْيِيَ الرُّسُوْمِ وَمُرَوِّجَهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

يَا حَافِظَ الدِّيْنِ وَعَوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُرَوِّجَ شَرِيْعَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ

اٰلِهِ الْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِيْنَ عَلَيْكَ وَعَلَيْهِمْ اَفْضَلُ صَلٰوةِ الْمُصَلِّيْنَ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَالِمُ الْعَامِلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَضُدَ الْاِسْلَامِ وَفَقِيْهَ

اَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمْ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَارِفُ

الْمُؤَيَّدُ وَالْعَابِدُ الْمُسَدَّدُ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَمِيْنٌ عَلَى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَاَنَّكَ

قَدْ بَالَغْتَ فِيْ اِحْيَآءِ الدِّيْنِ وَاجْتَهَدْتَ فِيْ حِفْظِ شَرِيْعَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

عَلَيْهِ وَاٰلِهِ صَلٰوةُ الْمُصَلِّيْنَ وَاتَّبَعْتَ سُنَنَ الْاَبْرَارِ وَرَوَيْتَ عَنْهُمُ

الْاَخْبَارَ وَعَمِلْتَ بِمَا رَوَيْتَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اَظْهَرْتَ الْحَقَّ وَاَبْطَلْتَ

الْبَاطِلَ وَسَهَّلْتَ السَّبِيْلَ وَاَوْضَحْتَ الطَّرِيْقَ وَنَصَرْتَ الْمُؤْمِنِيْنَ

فَجَزَاكَ اللهُ عَنِ الْاِيْمَانِ وَاَهْلِهِ اَفْضَلَ جَزَاءِ التَّابِعِيْنَ وَحَشَرَكَ اللهُ

مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ

رَفِيْقًا اَللّٰهُمَّ امْلَاْ قَبْرَهُ رَوْحًا وَّرَيْحَانًا وَّاَسْكِنْهُ فِيْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمُنْتَجَبِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ

شمع مزار

۳-۴- جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ ہجری کو بعض اراکین آگرہ نے مزار جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ پر بغرض یادگار شہادت دو مہتم بالشان مجلسین مقرر کی تھین اور نہایت سرگرمی سے اُسکا انتظام کیا تھا۔ لکھنو سے جناب صدر المحققین مدظلہ اور اکثر روساے لکھنو تشریف لے گئے تھے۔ مین بھی حسب الطلب جلسہ شریک ہوا تھا دوسرے جلسے مین مینے یہ نظم شمع مزار پڑہی چونکہ اِس مین بھی بعض حالات جناب شہید ثالث نظم ہوے ہین اسلیے ہدیۂ ناظرین ہے امید ہے کہ یہ جلسے آیندہ بھی نہایت کامیابی سے ہون۔

مرزا محمد ہادی عزیز

بند اول

خونین کفن شہیدو! اے تربت مین سونیوالو! — مرنیکے بعد پھر سے اے زندہ ہونیوالو!

دیکھو تو اپنے جلوے آئینہ بقا مین — اے راہ معرفت مین جان اپنی کھونیوالو!

گریہ تمھارا کیا ہی کفِ جوشِ معرفت کا — اے رشتۂ مژہ مین موتی پرونیوالو!

صیقل اسی سے ہوگی آئینۂ بقا پر — اے دامن قبا کو شب بھر بھگونیوالو!

خوفِ خدا کے نقشے تمنے دکھا دئیے ہین — پچھلے پہر سے اُٹھکر خلوت مین رونیوالو!

تکلیف کو مقدم راحت پہ تمنے سمجھا — ہستی کے پیرہن مین کانٹے چبھونیوالو!

تم کو کمند وحدت تھا خار دار درّہ[ل] — نور الہ بنکر تربت مین سونیوالو!

باغِ نعیم جنت ہے خونبہا تمھارا — گلرنگ پیرہن کو کوثر مین دھونیوالو!

کچھ گل کھلائیگا اب رنگین چمن تمھارا

غرقاب ہی لہو مین سارا کفن تمھارا

ل جناب قاضی صاحب سنہ ۱۰۱۹ھ مین بمقام اگرہ درّہ خاردار سے شہید کیے گئے

بند دوم

فکر بقا مین نقش ہستی مٹانیوالو!
خوان کرم سے اُسکے اے رزق پانیوالو!

اُٹھو کہ ہے نمایان اب صبح کا دھندلکا
اے داد خواہ بنکر محشر مین جانیوالو!

ہین آجتک محرکِ تصنیف کے ذخیرے
جذبات معرفت کو جنبش مین لانیوالو!

شمشیر حیدری کے جوہر دکھائے تمنے
تصنیف کے جلو مین جلوہ دکھانیوالو!

سیراب ہو رہے ہین لب تشنۂ معارف
کلک دُوسر سے اپنے کوثر بہانیوالو!

ہین جلوہ زار معنی خاموشیان تمھاری
اے شمع کشتہ بنکر شمعین جلانیوالو!

روحانیت نے تمکو اک خاص زندگی دی
عبرت سرا سے جاکر واپس نہ آنیوالو!

ہر قطرہ ہے لہو کا اک لعل گنج وحدت
دریاے خون مین اپنے غوطے لگانیوالو!

جوہر شناس بنکر سب جمع کر لیے ہین
چنکر دُرِ حقیقت دامن مین بھر لیے ہین

بند سوم

سینے پہ تیرے کیسا داغ آشکار ہے یہ؟
اے آگرہ بتا دے کسکا مزار ہے یہ؟

ذرے چمک رہے ہیں نیرالہ بنکر
شامل ہوا میں تیری کسکا غبار ہے یہ؟

تا حشر اسکو رکھنا سینہ میں دل سمجھکر
ہاں سرزمیں پہ تیری اک یادگار ہے یہ

جسکو سمجھ رہا ہے قبرِ شہید ثالث
تیرے ستم کا نقشہ اے روزگار ہے یہ

آہِ رسا کی اُسکے ہے عرش تک رسائی
ہرگز نہ یہ سمجھنا بے اختیار ہے یہ

تربت پہ اُسکی شب بھر روتی ہے شمع ابتک
تیری جفا قصہ بالاختصار ہے یہ

ٹوٹے گی اُسکے لب سے مہرِ سکوت اکدن
آجائے روز محشر صرف انتظار ہے یہ

تربت پہ سایہ کرکے جو خاک اُڑ رہی ہے
تیری ستمگری کا اک اشتہار ہے یہ

ہے آفتاب محشر ہر ایک ذرہ جس کا
حیرت ہے یا الٰہی ہے یہ مزار کس کا

بند چہارم

اے دورِ قرن شام اُف اُف تری جفائین — ٹوٹے ہوئے ہین جو دل وہ کسطرح بہلائین
دورِ بنی اُمیہ آنکھون مین پھر گیا ہے — آخر بتا تو کیا تھین سادات کی خطائین
سب زخم رفتہ رفتہ ناسور ہو گئے ہین — روئین لہو کہانتک کبتک لہو لائین
اے آسمان حجابِ ہستی ذرا اُلٹ دے — پھر تجکو انکی اصلی تصویر ہم دکھائین
پھر یاد آئے ابن سکیت[1] و ابن قتال[2] — مضبوط کر گئے جو اسلام کی بنائین
تیرے شہید ابن مکی[3] و شیخ ملت[4] — تھین ٹھیک جنکے بر مین اسلام کی قبائین
یہ بے گناہ عالم مجرم تھے کس بنا پر — کیون انکو تو نے ظالم دین قتل کی سزائین
صور انکا دم بھریگا پھر جائینگی یہی جب — قبرون سے آرہی ہین فریاد کی صدائین

بتلا جواب دیگا تو کیا حضورِ یزدان
کرنیکو تو کیا ہے اطفاے نورِ یزدان

---

[1] ابن سکیت ٢٤٤ھ مین متوکل نے محض شیعہ ہونے پر اور فضائل اہلبیت بیان کرنے پر انکی زبان گدی سے کھنچوالی تھی

[2] ابن قتال علماے مائۂ خامسہ مین ہین انکا سنہ شہادت معلوم نہین ہوا۔

[3] ابن مکی ٧٨٦ھ مین بمقام دمشق قاضی برہان الدین مالکی کے فتوے سے پہلے انکو قتل کیا پھر سولی دی اُسکے بعد سنگسار کرکے انکی نعش اقدس کو جلا دیا۔

[4] شیخ ملت شیخ زین الدین صاحب شرح لمعہ ٩٦٦ھ مین بجرم تشیع قسطنطنیہ مین شہید ہوے

بند پنجم

اے مقتل شہیدان یہ بھی تجھے خبر ہی
پنہان زمین مین تیری خورشید شوستر ہی

اسلام کے گرہ پر ڈالی ہی چھوٹ جسنے
وہ آفتاب ملت مٹی مین جلوہ گر ہی

اُس بزم مین جہان ہین انوار جنت آرا
یہ سید حسینی روشنگر نظر ہی

اک باغبان نے خون ناحق سی جسکو سینچا
اُس نخل بارور کا یہ تازہ رس ثمر ہی

ہی جلوہ شہیدان جسمین بساط آرا
اُس بارگاہ تک اب اس نور کا گذر ہی

میراث مین نہ ملتا کیون ساغر شہادت
مظلوم کربلا کا یہ بھی تو اک پسر ہی

وہ سجھ ہی ہے شہید ثالث امام زین
رشتے مین اُسکے یہ بھی تابندہ اک گُہر ہی

وہ بھی شہید ثالث یہ بھی شہید ثالث
وہ مبتدا کا جملہ یہ جملہ خبر ہی

ہی سید مجاہد پر نور سلسلے مین
اک رکن معتمد ہی آوارہ قافلے مین

بند ششم

تیرا مزار اقدس اک نقش اتقا ہی | غم خانۂ فنا مین سرمایۂ بقا ہی
ہر ذرہ تیرا اب تک ہی دین کا فدائی | پیہم ترانہ سنج روحی لک الفدا ہی
بکھرے ہوے لحد مین جو سیدہ استخوان ہین | لکھی ہوئی زمین پر یا آیت ہدیٰ ہی
دود چراغ کشتہ پھیلا ہوا لحد پر | تازہ بخور جنت یا روح اتقا ہی
ہی جامہ کفن مین تیرے غبار جتنا | اکسیر اہل دل ہی یا جزو کیمیا ہی
وہ شمع تو نے کی ہی احقاق[1] حق کی روشن | لو جسکی نور یزدان اور رشتہ حق نما ہی
مجروح تیرا پیکر ہی کسوت کفن مین | فانوس دین مین روشن یا شمع مقتدا ہی
اے سبط مصطفےٰ کے فرزند تیری تربت | ہندوستان مین گویا تصویر کربلا ہی

مظلوم کربلا سے ملتا ہی صبر تیرا
ہی سجدہ گاہ ملت تعویذ قبر تیرا

لہ احقاق الحق علم کلام مین جناب قاضی صاحب کی تصنیف ہی اور یہی کتاب سبب قتل ہوئی تھی

بند ہفتم

ہین ایسی ایسی قبرین اِس قوم جلوہ آرا
اور مقبرہ کا منظر ابتک نہین سنوارا

گھر کو سجو تم اپنے اجڑا رہے یہ مرقد
کس دل سے یہ بتاؤ تمکو ہوا گوارا

یہ کسکا مقبرہ ہے؟ کون اِسمین سو رہا ہے؟
ہے یہ بھی فاطمہ کے مصحف کا ایک پارا

کی نعش دفن جسکی اک سید عجم نے
مخدومۂ جہان کا پایا جو ہین اشارا

قاضی شرع نور یزدان ابو الفضائل
ایمانیونکا محور اسلام کا ستارا

ہان جگمگا رہا ہے اس گوشۂ لحد مین
مظلوم کربلا کی آنکھونکا ایک تارا

ہندوستان مین جسنے یون زندگی بسر کی
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

آرام کر رہا ہے اس خوابگاہ مین اب
علم کلام تیری مجلس کا صدر آرا

کیون حشر مین نہ آئے وہ بہر دادخواہی
دیتی ہو جب شہادت عصمت پہ خود گواہی

(بند ہشتم)

یہ زندہ رہنے والا تر سٹھ برس جیا ہی
اس وقت مختصر مین دیکھو تو کیا کیا ہی

اور وقت بھی وہ ظالم بیرحم وسفلہ پرور
رگ رگ مین جسکی خون بدعت بھرا ہوا ہی

سید سا پیشوا ہو مقتول ظلم اعدا
جس عہد مین کہ جائز یہ ظلم ناروا ہی

آئین اکبری کے اوراق منتشر ہین
اک پادشاہ جابر مسند پہ خود ستا ہی

مشہور ہو رہا ہے قتل علی قلیخان
دروازہ مظالم چارو نطرف کھلا ہی

محصور دشمنو مین یہ سید حسینی
عالم مسافرت کا مجبور و بینوا ہی

جسمین چمک رہے ہین سب جوہر فتادی
روشن دل اسکا ایسا آئینہ صفا ہی

مقصود اسکا کیا ہی؟ دین نبی کی نصرت
پیہم قلم کو شغل تحصیل مدعا ہی

جاہ و حشم نہین ہی طبل و علم نہین ہی
تشئید دین سے غافل لیکن قلم نہین ہی

(بند نہم)

تصنیف کا ذخیرہ دیکھو توکسقدر ہی
پھر ہر کتاب اُسمین سرمایہ خبر ہے

وہ بے بہا کتابین ہین شکوہ سنج ہمسے
ہر ایک صفحہ جنکا گنجینہ گہر ہے

دُرج گہر لیے ہے فردوسیہ خزانہ
دامن مین آج اُسکے ہی یہ کہین اگر ہے

کہتے تہے مجھسے اک دن خواجہ ناصر عزت
افسوس یہ ذخیرہ محتاج اہل زر ہے

تصنیف کے سبب سے کھائے ہین جسنے ٹھوکر
مشکور سعی اُسکی کیا اتنی بے اثر ہے

تصنیف کی اشاعت پھر قدردان کرینگے
فی الحال مقبرہ کی حالت پہ اک نظر ہے

ہر فرد قوم مین اب یہ دیکھنا ہی ہمکو
اے جوش حب قومی تعمیر مین کسقدر ہے

چشم و چراغ ملت ہین جمع مقبرہ مین
اے جذب جوش ہمت اسوقت تو کدھر ہے

برقی اثر سے دوڑا خون رگ حمیت
تعمیر مقبرہ مین اتنی عزیز غفلت

نظم جناب مولانا سید علی نقی صاحب صفی لکھنوی

مزارِ پاکِ شہیدِ ثالث جو ہے زیارتکدہ ہمارا — زمین جہان کی اک آسمان ہی جہانکا ہر ذرہ اک ستارا

شکستہ دیوار و در وہانکے ہماری غفلت پہ ہنس رہے ہین — کہ ہمتو گرتے ہین لو اچلے اب بتاؤ تم دوگے کب سہارا

ہم آگرہ مین ہین لکھنؤ مین مزار غفران مآب دیکھو — اُسیکے ایوان کو کیا سدھارا اُسیکے طرہ کو کیا سنوارا

اگر ہو زندہ تم اہل دولت ثبوت دو اپنی زندگی کا — یہ جوش قومی ہی جوش کوئی اُبھر گئے جب ذرا اُبھارا

اشارہ کیا کر رہے ہین دیکھو نشان موج سراب ہستی — کہ دیکھین لیتا رہیگا کروٹ ہمیشہ دولت کا تیز دھارا

کرے اگر قوم کچھ بھی ہمت تو کون دشوار ہی مرمت — نہ گنج پرویز چاہیئے ہی نہ دولت جم نہ ملکِ دارا

یہ قومیت کا چراغ ہستی بہت دنونسے بجھا پڑا ہے — بناکے روضہ پر ایک گنبد کلس چڑھا دے کوئی خدارا

پہونچ کے سرحد مین آگرہ کی کھنچین دل زائران حق بین — کلس کا شمسہ نظر جب آئے تو سمجھین آنکھون کا اپنی تارا

شہید ثالث کے میہمان اُف رواں دواں یون پھرین غضب ہے — بناؤ جلدی فرودگاہین کہ جنمین زائر کرین گذارا

یہ قبر ہے اُس امین حق کی حیات جسکی ہے کارنامہ — جو مٹ چکے دیکھو بنا گیا ہی بلند نامی کا اک ستارا

یہ مقبرہ ہو اُسی کا شیعو اجاڑ پہ یون خاک اُڑ رہی ہے — کھلے نہ کبتک لب شکایت کہ ضبط کا اب نہین ہی یارا

زمانہ اک ہو گیا ابھی تک چڑا نہین کام یہ سبب کیا — ہوئی رقم کتنی جمع آخر دکھاؤ چندے کا گوشوارا

لگی ہو جو کچھ ابھی ہو پوری کہ جمع ہین صاحبان غیرت
نصاب ہمت پہ حرف آئے یہ ننگ ہوگا کسے گوارا

بقائے ہستی ہو بس اسی مین کہ قوم کا ساتھ دین نہین تو
وہ قطرہ ہو کر فنا رہیگا کرے گا دریا سے جو کنارا

کھلا جہان عقدہ محبت تو قطرۂ آب بحر ہوا ہے
یہی تمدن کا فلسفہ ہے کنایہ سمجھو کہ استعارا

ترقیون کا ذریعہ کیا ہے حرارت مذہبی کی لہرین
اگر نہین خون دل مین گرمی تو چڑھ چکا قومیت کا پارا

کرین بہم اتفاق پیدا وفا مین ثابت قدم رہین ہم
نہین تو اس گھومتے کرے پر ٹکا و مشکل ہو اب ہمارا

زمانہ ہو ناخدائے ہستی سفینۂ زندگی روان ہے
جہانپہ چاہا جسے چڑھایا جہانپہ چاہا جسے اُتارا

یہ روح کیا ہے غزال وحشی نفس کی زنجیر مین مقید
پتہ نہ ڈھونڈھے سے پھر ملیگا جب اس ہرن نے بھرا ترارا

نہین ہین ہمجنس روح و پیکر بہم ہون صحبت برار کیونکر
تعلقات انمین سخت نازک وہ آبگینہ یہ سنگ خارا

جو تمکو بونا ہو آج بولو کہ مزرع آخرت ہے دنیا
وگرنہ بدلا کرینگی فصلین مگر نہ آؤ گے تم دوبارا

مدار ہستی نفس پہ ٹھہرا جسے ثبات ایکدم نہین ہے
چمک دمک سب ہیا نکی جیسے ہوا پہ اڑتا ہو اشرارا

حجاب قدرت سے چھن رہی ہو تجلی لفظ کن ابھی تک
بھلا چھپائے سے کیا چھپیگی جو بات ہو عالم آشکارا

یہ جسم خاکی ہو ایک و ردی عطیہ کارِ علم یزل کا
اُتار دینا پڑیگی فوراً ہوا جہان اک ذرا اشارا

بہت سے آکر چلے گئے اور بہت سے آئینگے جانیوالے

صفی سرا ہی یہ دارِ فانی نہ گھر ہمارا نہ گھر تمہارا

قصائد جناب عزیز لکھنوی

تقریباً ملک کے تمام باکمال ہمارے لکھنؤ کے سرمایۂ ناز شاعر کے نام سے واقف ہون گے اور ہندوستان کے مشہور ادبی رسائل مین آپکا کلام دیکھکر اندازہ کرتے ہون گے کہ جدید اور قدیم مذاق شاعری آپکا کس پایہ کا ہے۔ فی الحال منجملہ اور تصنیفات کے بعض قصائد جو مدح اہلبیت علیہم السلام مین ہین حسب فرمایش بعض احباب نہایت اہتمام سے زیر طبع ہین جن حضرات کو خواہش ہو ذیل کے پتہ سے جلد طلب فرمائین ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت ۱۰/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

مشتہر — آبر لکھنوی اڈیٹر معیار